از عدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ: 5 اپریل، 1995

شہاب الدین عبدل کاہلک شیخ

بنام

سٹیٹ آف گجرات

[ڈاکٹر اے ایس آنند اور ایم کے مکھر جی، جسٹس صاحبان]

تعزیرات ہند 1860-دفعہ 34 کے ساتھ پڑھی جانے والی دفعہ 302-دہشت گردی اور تخریبی سر گرمیاں (انسداد) ایکٹ 1987-ملزم پر قتلِ عمد کا مقدمہ چلایا گیا-متوفی کے بھائی کی واحد گواہی پر مبنی استغاثہ کا مقدمہ-اس کے بیانات میں تضادات-ٹرائل کورٹ نے دونوں الزامات میں مجرم قرار دیا-اپیل پر اثباتِ جُرم کالعدم۔

اویڈنس ایکٹ، 1872:

شہادت-کی تعریف-متضاد شواہد کی قبولیت-غور وفکر پر انحصار کرنا چاہے تضاد ظاہر ہو یا حقیقی، نتیجہ خیز یا مادی، قابل وضاحت یا ناقابل تلافی-متوفی کے بھائی کے شہادت میں عدم مطابقت-قریبی جانچ پڑتال-ضرورت ہے۔

اپیل کنندہ نے 3 دیگران افراد کے ساتھ مل کر ایک شخص کی موت کا سبب بنا اور اس پر دفعہ 34 IJPC اور دہشت گردی اور خلل ڈالنے والی سر گرمیاں (انسداد) ایکٹ، 1987 کی دفعہ 3 کے ساتھ پڑھنے والی دفعہ 302 کے تحت مقدمہ چلایا گیا۔

استغاثہ نے مکمل طور پر متوفی کے بھائی چشم دید گواہ گواہ استغاثہ 2 کی گواہی پر انحصار کیا۔اس کے بیان میں، گواہ استغاثہ 2 نے کہا کہ اس نے اپیل کنندہ کو دیکھا اور ملزم 'A' نے اس پر 'گپتا' سے حملہ کیا

اور دیگر 2 ملزموں نے اسے 'چول' کی پہلی منزل سے پکڑا ہوا تھا۔ روشنیوں کے حوالے سے انہوں نے بتایا کہ جائے وقوع پر اور اس کے آس پاس روشنی تھی۔

گواہ استغاثہ 2 کے ثبوت میں مادی تضادات تھے۔ اس جگہ کے حوالے سے جہاں سے اس نے واقعہ دیکھا، اس کے ثبوت کو اس کے اپنے بیان سے متصادم کیا گیا۔ تفتیش کے دوران اس نے کہا کہ اس نے 'چول' کی اوپری منزل سے واقعہ دیکھا اور اپنے جرح میں کہا کہ وہ 'چول' کے کونے میں تھا۔

اپیل کنندہ کے ذریعے کیے گئے واضح فعل سے متعلق بیان کو اس الزام سے متصادم کیا گیا جس میں یہ خاص طور پر کہا گیا تھا کہ اپیل کنندہ اور ملزم 'مظہر' نے متوفی کو پکڑ لیا اور دیگر دو ملزموں نے 'گپتے' سے مارا پیٹا۔

روشنی کے وجود کے دعوے کی تردید گواہ استغاثہ 6 نے کی تھی جس نے کہا تھا کہ اس رات علاقہ کرفیو کے تحت تھا۔ مزید، اس نے خود بتایا کہ اسٹریٹ لائٹس بند تھیں۔

ٹرائل کورٹ نے اس جگہ سے متعلق تضادات کو خارج کرتے ہوئے مشاہدہ کیا کہ جس بھی جگہ سے واقعہ دیکھا گیا وہ اہم نقطہ یہ تھا کہ اس نے واقعہ دیکھا تھا۔ ادا کیے گئے اصل کردار کے بارے میں عدم مطابقت کو بے معنی قرار دیا گیا، ایک بار جب یہ ثابت ہو گیا کہ اپیل کنندہ ان افراد میں سے ایک تھا جو ان کے مشترکہ ارادے کے مطابق قتلِ عمد کا سبب بنے تھے۔ جہاں تک روشنی کا تعلق ہے، پنچ گواہ پر انحصار کرتے ہوئے عدالت نے فیصلہ دیا کہ اسٹریٹ لائٹس کام نہ کرنے کے باوجود، آس پاس کی جگہوں کی روشنیوں سے جگہ روشن تھی۔ اس طرح ٹرائل کورٹ نے اسے دونوں الزامات کے سلسلے میں مجرم قرار دیا۔

اپیل کنندہ نے دہشت گردی اور تخریبی سرگرمیاں (انسداد) ایکٹ، 1987 کی دفعہ 19 کے تحت اپیل کو ترجیح دی۔

اپیل کی اجازت دیتے ہوئے، یہ عدالت

قرار پایا گیا کہ: 1.1 گواہ استغاثہ 2 نے اس جگہ کے بارے میں مادی طور پر خود سے اختلاف کیا جہاں سے اس نے واقعہ دیکھا تھا۔ ٹرائل کورٹ کے نتائج کو شواہد کی تعریف کے غلط اور گمراہ کن طریقے اور واضح طور پر غلط استدلال کے عمل پر درج کیا گیا۔

2.1. گواہ استغاثہ 2 کا دعوی کہ اس نے واقعہ دیکھا ہے، اس سلسلے میں اس کے ثبوت میں لائے گئے تضاد کے باوجود قبول کیا جا سکتا ہے۔ ٹرائل کورٹ کو پہلے اس بات پر غور کرنے کی ضرورت تھی کہ آیا تضادات واضح ہیں یا حقیقی، غیر اہم یا مادی یا نا، قابل وضاحت قابل تلافی اور گواہ کے دعوے کی قبولیت اس کے جواب پر منحصر تھی۔ اس زاویے اور نقطہ نظر سے معاملے تک پہنچنے کے بجائے عدالت نے گواہ استغاثہ 2 کے دعوے کو کھری سچائی کے طور پر قبول کر لیا، اور اس مادی تضاد کو مکمل طور پر نظر انداز کر دیا۔ [205-بی، سی]

2. درخواست گزار کی طرف سے مبینہ طور پر کیا گیا واضح عمل استغاثہ کے مقدمے کے مطابق نہیں تھا جیسا کہ الزامات میں ظاہر ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں ٹرائل کورٹ کا مشاہدہ قانون کی تجویز کے طور پر نا قابل فہم ہو سکتا ہے، لیکن مذکورہ عدم مطابقت گواہ استغاثہ 2 کے شواہد کی گہری جانچ پڑتال کی ضمانت دیتی ہے، کیونکہ وہ متوفی کا بھائی تھا اور مقدمے کا نتیجہ صرف اس کی گواہی پر منحصر تھا۔

3. واقعے کی جگہ کے ارد گرد کوئی روشنی نہیں تھی۔ گواہ استغاثہ 2 کا واقعہ دیکھنے اور شر پسندوں کی شناخت کرنے کا دعوی مکمل طور پر نا قابل قبول ہے۔ پنچ گواہ جس پر اس سلسلے میں بھروسہ کیا گیا تھا، ٹرائل جج کی طرف سے اس سے منسوب بیان کو ظاہر نہیں کرتا ہے۔ اگر اس نے کوئی بیان بھی دیا ہوتا تو بھی یہ عدالت انحصار نہیں کر سکتی تھی، کیونکہ وہ صرف اگلی صبح خون اور دیگر اشیا کی ضبطی کا گواہ تھا اور خود اس واقعے کا نہیں۔ وہ اس بات کی گواہی دینے کے اہل نہیں ہے کہ آیا کرفیو اور اس تسلیم شدہ حقیقت کے باوجود کہ اس رات اسٹریٹ لائٹس نہیں تھیں، پچھلی رات کو جائے وقوعہ کو روشن کیا گیا تھا یا نہیں۔

اپیلیٹ فوجداری کا دائرہ اختیار: فوجداری اپیل نمبر 242، سال 1994۔

ایڈیشنل نامزد عدالت، احمد آباد کے 4.3.94 کے فیصلے اور حکم سے ٹی فوجداری مقدمہ نمبر 166، سال 1993 میں۔

اپیل کنندہ کے لیے ایس سی پٹیل۔

جواب دہندہ کے لیے انپ سچتے۔

عدالت کا فیصلہ ایم کے مکھرجی جسٹس نے سنایا۔

ایم۔کے۔ مکھرجی، جسٹس۔یکم فروری 1995 کو ہم نے مندرجہ ذیل حکم کے ساتھ اس اپیل کوسنااور نمٹادیا:

"بعد میں بیان کی جانے والی وجوہات کی بنا پر، ایڈیشنل نامزد جج، احمد آباد کے 4 مارچ 1994 کے ٹی سی نمبر 166/93 کے فیصلے کو برقرار نہیں رکھا جا سکتا۔ یہ اپیل کامیاب ہو جاتی ہے اور اس کی اجازت ہے۔ اپیل کنندہ پر عائد اثباتِ جُرم اور اثباتِ جُرم میں منسوخ کر دی جاتی ہیں اور اسے ہدایت کی جاتی ہے کہ اگر کسی دوسرے معاملے میں ضرورت نہ ہو تو اسے فوری طور پر حراست سے رہا کر دیا جائے۔"

اب ہم حکم کی وجوہات بتاتے ہیں۔

اپیل کنندہ کو ایڈیشنل نامزد جج، عدالت نمبر 2 کے سامنے مقدمہ چلایا گیا۔ احمد آباد تعزیرات ہند کی دفعہ 34 کے ساتھ پڑھنے والی دفعہ 302 اور دہشت گردی اور تخریبی سرگرمیاں (انسداد) ایکٹ، 1987 (مختصر طور پر 'ایکٹ') کی دفعہ 3 کے تحت الزامات کا جواب دے گا جو 23 دسمبر 1992 کو ہندو سماج سے تعلق رکھنے والے ایک شخص کی موت کے گرد مرکوز تھا۔ مقدمے کی سماعت کے اختتام پر جج نے دونوں الزامات کے سلسلے میں اپیل کنندہ کے خلاف اثباتِ جُرم اور سزا کا حکم ریکارڈ کیا۔ لہذا یہ اپیل ایکٹ کی دفعہ 19 کے تحت کی گئی ہے۔

استغاثہ کا مختصر بیان یہ ہے کہ 24 دسمبر 1992 کو احمد آباد شہر میں گومتی پور کے چار ٹوڈا کبرستان کے قریب چتر سنگ چول کے رہائشی راجو بھائی گووند بھائی (گواہ استغاثہ 1) نے گومتی پور پولیس اسٹیشن میں شکایت درج کرائی کہ 23 دسمبر 1992 کو رات 11 بجے یا اس کے قریب جب وہ اپنے دوستوں ہریچھل منوہر بھائی سولنکی اور سنجے کمار کشور بھائی کے ساتھ اپنے گھر کے سامنے بیٹھا تھا تو اس نے منوہر بھائی کلورام کولی کو دیکھا، جو گومتی پور کا رہائشی تھا۔ وہی چول اور ریلوے اسٹیشن پلیٹ فارم کینٹین میں مزدور کے طور پر کام کرتے ہوئے، پاتروالی مسجد کے کنارے سے ان کی طرف آ رہے ہیں۔ جب وہ ای ایس آئی ڈسپنسری نمبر D-23 کے سامنے سڑک تک پہنچے تو کلر، انیف حنیف، شہاب الدین (درخواست گزار) اور اشرار کالیو نامی چار افراد نے ان کا ساتھ دیا۔ جب اپیل کنندہ اور اشرار کالیو نے اسے پکڑ لیا تو دوسرے دو افراد نے اسے گپتا کے ساتھ چھرا گھونپ دیا۔ نتیجتاً منوہر بھائی کو شدید چوٹیں آئیں اور خون بہنا شروع ہو گیا۔ جب راجو بھائی اور اس کے دوستوں نے مدد کے لیے چیخنا شروع کیا تو شرپسند پاتروالی کے چول کی طرف بھاگ گئے۔ اس کے بعد انہوں نے زخمیوں کو

ہسپتال پہنچایا جہاں ڈاکٹر نے انہیں مردہ قرار دے دیا۔ راجو بھائی نے اپنی شکایت میں الزام لگایا کہ یہ قتلِ عمد 6 دسمبر 1992 کو ایودھیا میں بابری مسجد کے ڈھانچے کے انہدام اور اس کے نتیجے میں احمد آباد شہر میں پھوٹ پڑے فرقہ وارانہ فسادات کا نتیجہ تھا۔ اس شکایت پر مقدمہ درج کیا گیا اور اپیل کنندہ کو گرفتار کر لیا گیا۔ تفتیش مکمل ہونے پر پولیس نے اپیل گزار اور شکایت میں نامزد دیگر تین ملزموں کے خلاف فرد قرارداد جرم پیش کی جس میں انہیں مفرور دکھایا گیا ہے۔ اپیل کنندہ نے اپنے خلاف لگائے گئے الزامات میں قصوروار نہ ہونے کی استدعا کی اور دعوی کیا کہ اسے جھوٹا پھنسایا گیا ہے۔

یہ بات ثابت شدہ ہے کہ منحور بھائی کی اس المناک رات میں قتل کے نتیجے میں موت واقع ہوئی، اور ریکارڈ پر موجود زبردست شواہد نے اس کی قطعی تصدیق کر دی ہے۔ درحقیقت استغاثہ کے مقدمے کے اس حصے کو دفاع نے چیلنج نہیں کیا تھا۔ ہیڈ کانسٹیبل کانتی لال کا غیر متزلزل ثبوت۔ (گواہ استغاثہ 5)، جس نے تفتیش کی، اس کے تیار کردہ ہم عصر پنچ نامہ کے ساتھ (نمائش 11) اور ڈاکٹر پی آر پٹیل (گواہ استغاثہ 3) جس نے متوفی کا پوسٹ مارٹم کیا، جب ایک ساتھ پڑھا جائے تو اس بات کی نشاندہی ہوتی ہے کہ متوفی کو چھرا گھونپنے کے دو زخموں کی وجہ سے موت ہوئی، ایک بائیں درمیان کے نیچے اور دوسرا دائیں کندھے کے بلیڈ کے اوپری پشتی حصے پر۔

اگلا اور اہم سوال جو عزم کے لیے آتا ہے وہ یہ ہے کہ کیا استغاثہ تمام معقول شکوک و شبہات سے بالاتر ثابت کرنے میں کامیاب ہوا ہے، کہ اپیل کنندہ ان افراد میں سے ایک تھا جس نے منوہر بھائی کی موت کا سبب بنا۔ مقدمے کے اس حصے کو ثابت کرنے کے لیے، استغاثہ نے مکمل طور پر انحصار کیا۔ اور ٹرائل کورٹ نے اپنی سزا منظور کی۔ متوفی کے بھائی جے دیپ ملورام (گواہ استغاثہ 2) کے ثبوت پر، جیسا کہ گواہ استغاثہ 1 نے اپنے بیان سے انکار کر دیا، اس سے پہلے کہ ہم گواہ استغاثہ 2 کے ثبوت کا حوالہ دیں، ہم یہ ذکر کر سکتے ہیں کہ اپیل کنندہ کے خلاف بنائے گئے الزامات میں یہ خاص طور پر کہا گیا تھا کہ اس نے اور اسرار نے متوفی کو پکڑ لیا تھا اور دیگر دو ملزموں نے گپتی نکال کر مختلف افراد پر وار کیے تھے۔ اس کے جسم کے حصے۔ گواہ استغاثہ 2 نے اپنی حلف برداری میں تاہم واضح طور پر کہا کہ اپیل کنندہ اور عارف نے اس پر گپتاؤں سے حملہ کیا جبکہ دیگر دو شر پسندوں نے اسے پکڑ لیا تھا۔ پھر ایک بار پھر، گواہ استغاثہ 2 نے اپنے معائنے کے چیف میں کہا کہ جب وہ چتر سنگ کے چول کی پہلی منزل پر تھا، جہاں وہ رہ رہا تھا، اس نے دیکھا کہ اس کے بھائی پر 23B ڈسپنسری کے سامنے شر پسندوں نے حملہ کیا۔ تاہم، جرح میں، انہوں نے نہ صرف ایک بالکل مختلف بیان دیا جب انہوں نے کہا کہ جب یہ واقعہ پیش آیا تو وہ چیلاجی کی آٹے کی چکی میں، جو چتر سنگ کے چول کے کونے میں تھی، اکیلے کھڑے تھے،

بلکہ اس بات پر بھی زور دیا کہ یہ کہنا غلط ہے کہ واقعے کے وقت وہ چول کی اوپری منزل پر تھے۔مذکورہ بالا دعوے کے خلاف جب گواہ استغاثہ 2 کی توجہ تحقیقات کے دوران دیے گئے اس کے بیان کے اس حصے کی طرف مبذول کرائی گئی جس میں یہ درج کیا گیا تھا کہ "میں چول کی اوپری منزل پر تھا اور جب میرا بھائی فرار ہونے کے بعد آیا۔ میں نیچے آ گیا۔ "اس نے کہنے سے انکار کر دیا۔اس معاملے کی تحقیقات کرنے والے پی ایس آئی ناگیش کمار (گواہ استغاثہ 6) نے تاہم اعتراف کیا کہ گواہ استغاثہ 2 نے ان کے سامنے ایسا بیان دیا تھا۔ گواہ استغاثہ 2 کے شواہد سے ہمیں مزید پتہ چلتا ہے کہ جب اس کی روشنی کے منبع کے بارے میں جانچ پڑتال کی جا رہی تھی جس کے ذریعے وہ شرپسندوں کو پہچان سکتا تھا تو اس نے کہا کہ اس جگہ اور اس کے آس پاس لائٹس آن تھیں لیکن پھر گواہ استغاثہ 6 سے جانچ پڑتال میں یہ بات سامنے آئی کہ اس رات گومتی پور کا علاقہ کرفیو کے تحت تھا۔ درحقیقت، عدالت کے ایک سوال کے جواب میں انہوں نے اعتراف کیا کہ "واقعے کی تاریخ کو راستوں/سڑکوں پر لائٹیں بند تھیں"۔

جیسا کہ اوپر تفصیل سے بحث کی گئی ہے، گواہ استغاثہ 2 کے ثبوت کی روشنی میں اعتراض شدہ فیصلے کے محتاط مشاہدے پر ہم یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ مقدمے کے جج نے اپنے نتائج کو شواہد کی تعریف کے غلط اور متضاد انداز اور واضح طور پر غلط استدلال کے عمل پر درج کیا۔ گواہ استغاثہ 2 کے ثبوت میں اس جگہ کے حوالے سے واضح اور مادی تضاد سے نمٹنے میں جہاں سے اس نے واقعہ دیکھا تھا، فاضل جج نے مشاہدہ کیا:

"......میری رائے ہے کہ آٹے کی چکی کی آواز سے ہو یا عمارت کی پہلی منزل سے اس نے اس واقعے کو اپنے ذریعے معزول کیے جانے کے طور پر دیکھا اور یہی اہم نقطہ ہے۔"

(زور دیا گیا)

ہماری رائے میں، مذکورہ مشاہدہ کرتے ہوئے معزز جج نے معاملے کو الٹ ترتیب دے دیا ہے ۔درحقیقت، عدالت کے سامنے اہم نقطہ یہ تھا کہ کیا مقدمے کی گواہ استغاثہ 2 کا دعوی کہ اس نے واقعہ دیکھا ہے،اس سلسلے میں اس کے ثبوت میں لائے گئے تضاد کے باوجود قبول کیا جا سکتا ہے۔اس تناظر میں فاضل جج کو پہلے اس بات پر غور کرنے کی ضرورت تھی کہ آیا تضاد واضح تھا یا حقیقی، غیر اہم، یا مادی، قابل وضاحت یا ناقابل تلافی اور گواہ کے دعوے کی قبولیت اس کے جواب پر منحصر تھی۔اس

زاویے اور نقطہ نظر سے معاملے تک پہنچنے کے بجائے فاضل جج نے گواہ استغاثہ 2 کے دعوے کو انجیل کی سچائی کے طور پر قبول کیا، اور مل کر مادی تضاد کو حقارت سے نظر انداز کیا۔

اس کے بعد ہمیں معلوم ہوا کہ جب فاضل جج کی توجہ قتلِ عمد میں اپیل کنندہ کے اصل کردار کے حوالے سے گواہ استغاثہ 2 کے ثبوت میں عدم مطابقت کی طرف مبذول کرائی گئی تو جج نے مشاہدہ کیا کہ ایک بار جب استغاثہ یہ ثابت کرنے میں کامیاب ہو گیا کہ اپیل کنندہ ان چار شر پسندوں میں سے ایک تھا جنہوں نے ان کے مشترکہ ارادے کے مطابق قتلِ عمد کیا، تو یہ سوال کہ آیا اس نے صرف متوفی کو پکڑ لیا تھا یا حقیقت میں اسے چھرا گھونپ دیا تھا، بے کار تھا۔ قانون کی تجویز کے طور پر ٹرائل جج کی طرف سے کیا گیا مذکورہ بالا مشاہدہ ناقابل تسخیر ہو سکتا ہے لیکن پھر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اپیل کنندہ کی طرف سے نشاندہی کی گئی عدم مطابقت گواہ استغاثہ 2 کے ثبوت کی گہری جانچ پڑتال کی ضمانت دیتی ہے، کیونکہ وہ متوفی کا بھائی ہوا، اور مقدمے کا نتیجہ صرف اس کی گواہی پر منحصر تھا۔

آخر میں، اپیل کنندہ کی اس دلیل کو خارج کرتے ہوئے کہ اس علاقے میں اور اس کے آس پاس روشنی نہیں تھی جہاں واقعہ پیش آیا تھا۔ جج نے مشاہدہ کیا کہ اگرچہ تفتیشی افسر نے کہا کہ واقعے کے وقت اسٹریٹ لائٹس کام نہیں کر رہے تھے، پنچ گواہ نے عدالت کے سوال کے جواب میں کہا تھا کہ علاقے کے آس پاس کی عمارتوں میں لائٹیں تھیں جس سے سڑکیں روشن تھیں اور سڑک پر موجود افراد کی شناخت کی جا سکتی تھی۔ اس کے بعد فاضل جج نے مندرجہ ذیل نتیجہ درج کیا:

"لہذا، اگرچہ یہ ہو سکتا ہے کہ اسٹریٹ لائٹس کام نہ کر رہی ہوں، پھر بھی قریبی عمارتوں سے کافی روشنی پھینکی گئی تھی جس کی مدد سے عمارتیں جن کی مدد سے سڑک پر چلنے والے افراد کو آسانی سے دیکھا جا سکتا ہے، اور یہ گواہ کی سیدھی پیش قدمی اور ساکھ (گواہ استغاثہ 2) کو بھی سچائی کی دائرہ بناتا ہے جب وہ کہتا ہے کہ اس نے واقعہ کا مشاہدہ کیا تھا۔

تاہم ہمارے سامنے رکھے گئے ریکارڈ کو دیکھنے پر ہمیں پتہ چلتا ہے کہ مقدمے کے دوران جس واحد پنچ گواہ سے پوچھ گچھ کی گئی تھی وہ ایک ایشور سنگھ (گواہ استغاثہ 4) تھا اور اس بذریعے ثبوت مقدمے کے جج کی طرف سے اس سے منسوب بیان کو ظاہر نہیں کرتا ہے۔ ہم یہ کہنے میں جلدی کرتے ہیں کہ اگر انہوں نے ایسا کوئی بیان دیا ہوتا تو بھی ہم اس پر کوئی بھروسہ نہیں کرتے کیونکہ اگلی صبح یعنی 24 دسمبر 1992 کو صرف خون اور دیگر اشیاء کی وصولی کے گواہ ہونے کے ناطے وہ اس بات

کی گواہی دینے کے اہل نہیں تھے کہ کیا کرفیو اور تسلیم شدہ حقیقت کے باوجود واقعہ کی جگہ پچھلی رات روشن کی گئی تھی۔ اس رات اسٹریٹ لائٹس نہیں جل رہی تھیں۔

مذکورہ بحث کے لیے ہم بلا جھجک یہ مانتے ہیں کہ مقدمے کی عدالت کی طرف سے گواہ استغاثہ 2 کے ثبوت کو قبول کرنے کے لیے دی گئی وجوہات مکمل طور پر غیر مستحکم ہیں۔ ہم مزید یہ مانتے ہیں کہ ان حقائق کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ گواہ استغاثہ 2 نے مادی طور پر خود کو اس جگہ کے بارے میں متضاد قرار دیا جہاں سے اس نے واقعہ دیکھا تھا، کہ اپیل کنندہ کی طرف سے مبینہ طور پر کیا گیا واضح عمل استغاثہ کے معاملے کے مطابق نہیں تھا جیسا کہ الزامات میں ظاہر ہوتا ہے اور یہ کہ واقعہ کی جگہ اور اس کے آس پاس کوئی روشنی نہیں تھی، گواہ استغاثہ 2 کا دعوی کہ اس نے واقعہ دیکھا تھا اور شر پسندوں کی شناخت کی تھی، مکمل طور پر ناقابل قبول ہے۔ لہذا اپیل کی اجازت دی جانی چاہیے اور ہم اسی کے مطابق حکم دیتے ہیں۔

اپیل منظور کی گئی۔